نکاح میں کیا اُمور مدِ نظر رکھے جائیں

(فرمودہ ۸۔ اگست ۱۹۱۷ء)

۸۔ اگست ۱۹۱۷ء حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے ماسٹر شیر عالم صاحب ٹیچر مڈل سکول کنجاہ ساکن گولیکے کا نکاح حمیدہ بیگم ہمشیرہ بابو محمد حسین صاحب اسسٹنٹ سٹیشن ماسٹر ساکن کالا خطائی سے پانچ سو روپیہ مہر پر پڑھا۔

خطبہ مسنونہ کی تلاوت کے بعد فرمایا :-

نکاح ایک ایسی لازمی اور ضروری چیز ہے کہ وحشی سے وحشی اقوام بھی ایسی نہیں ہیں جن میں نکاح نہیں۔ یہ ان سب سے ضروری تقاضوں میں سے ہے جن کے لئے کسی علم کی ضرورت نہیں کیونکہ یہ انسان کی فطرت میں رکھے گئے ہیں ان تقاضوں کے لئے کسی حکم کی ضرورت نہیں۔ لیکن اگر کوئی حکم دیتا ہے سوائے ایسے اشخاص کے جو کسی وجہ سے ان کو پورا نہ کرتے ہوں یا نہ کرنا چاہتے ہوں تو وہ پاگل ہے مثلاً کوئی شخص کھانا کھاتا ہو اور دوسرا اسے حکم دے کہ تم کھانا کھاؤ تو وہ فوراً کہے گا کہ تم پاگل ہو دیکھ نہیں رہے کہ میں کھانا کھاتو رہا ہوں۔ اسی طرح نکاح بھی ایک ایسا تقاضا ہے جو ہر انسان کے دل میں موجود ہے سوائے ایسے اشخاص کے جو مایوس ہوگئے ہوں یا ایسا ہو کہ وہ اس بات پر مجبور ہوگئے ہوں کہ نکاح نہ کریں ایسے شخصوں کو متوجہ کرنا ضروری ہوگا۔ لیکن اگر ایسے خیالات کا کوئی شخص نہیں ہے تو پھر اس کو نکاح کے لئے کہنا ایسا ہی ہے جیسا کھانا کھانے والے کو کہنا کہ تم کھانا کھاؤ کیونکہ یہ ایسا تقاضا ہے جو خود بخود جوش کرکے اٹھتا ہے۔

پس نکاح کرنے کے لئے حکم دینا سوائے ایسے شخصوں کے جو کرنا نہ چاہتے ہوں یا کرنا تو چاہتے ہوں مگر کچھ رکاوٹوں کے باعث نہ کرسکتے ہوں یا کسی بیماری کی وجہ سے یا کسی دکھ کی وجہ سے نہ کرتے ہوں ایسوں کو چھوڑ کر باقیوں کو کہنا ایک لغو فعل ہے۔ ہاں اگر ضرورت ہے تو اس امر کے بتانے کی کہ نکاح جو کریں تو کیوں کریں اور کس طرح کریں اور اس کے سوا محض نکاح کرنے کے لئے کسی کو کہنے کی ضرورت نہیں جیسا کہ ضرورت نہیں کہ کسی کو حکم دیں کہ روٹی کھاؤ بلکہ ضرورت اس بات کی ہے کہ بتایا جائے کہ کیوں کھائیں اور کس طرح کھائیں۔ بہت ہیں جو نہیں جانتے کہ کھانا کیوں کھائیں اور نہیں جانتے کہ کس طرح کھائیں وہ کھانے کے متعلق اس قدر سمجھ لیتے ہیں کہ کھانا چاہئے اور اس قدر پیٹ بھر بھر کر کھاتے ہیں کہ ان کے معدے تباہ ہو جاتے ہیں بدہضمی سے مرتے ہیں یا ایسے مرغن کھانے کھاتے ہیں کہ عیش و عشرت کی زندگی اختیار کر لیتے ہیں جس کا روح پر اثر پڑتا ہے حواس کُند ہو جاتے ہیں فطرت اس بات کی متقاضی ہے کہ کھاؤ۔ وہ کھاتے ہیں مگر یہ نہیں جانتے کہ کیوں کھائیں۔

پس ان کو کھانے کا حکم دینے کی ضرورت نہیں۔ ہاں ضرورت ہے کہ ان کو بتایا جائے کس طرح کھاؤ۔ چنانچہ رسول کریم ﷺ نے حکم دیا کہ دائیں ہاتھ سے کھاؤ اور سامنے سے کھاؤ ؎ یہ طریق بتایا۔ اسی طرح نکاح کے لئے بھی ضروری نہیں کہ اس کے متعلق کہا جائے کیونکہ انسان کے تقاضے خود اسے مجبور کرتے ہیں۔ ہاں اس کی ضرورت ہے کہ بتایا جائے کہ اس کی ضرورت کیا ہے۔ کیوں کریں اور کس طرح کریں۔ کیونکہ نکاح کے متعلق بتانے کی یہی باتیں ہیں۔

نکاح کیوں کریں؟ فرماتا ہے تقویٰ کے لئے۔ لوگوں کی مختلف خواہشات ہوتی ہیں مگر تمہاری غرض تقویٰ ہونی چاہئے اور کس طرح کا جواب دیا کہ تمام معاملات صدق و سداد کے ساتھ طے کرنے چاہئیں۔ پس اسلام نے یہ نہیں کہا کہ نکاح کرو بلکہ یہ بتلایا ہے کہ کیوں کرو۔ سو اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو متوجہ کرتا اور فرماتا ہے کہ تمہارا ہر ایک کام تقویٰ کے ماتحت ہو لوگوں کی مختلف نیات ہوتی ہیں مثلاً ایک شخص سودا لینے کو گھر سے نکلے اور کہے کہ سودا لینے جاتا ہوں۔ رستہ میں دوست کا گھر پڑتا ہے اس سے بھی ملتا آؤں گا۔ اب دوست کو ملنے کا کام ایک ضمنی کام ہے۔ لیکن اگر وہ یہ نیت کرے کہ میں اپنے دوست کو ملنے جاتا ہوں واپسی پر بازار سے سودا بھی لیتا آؤں گا۔ یہ نیت کر لینے سے نہ تو اس کو پہلے سے زیادہ چکر کاٹنا پڑے گا نہ نئے راستے تلاش

کرنے پڑیں گے نہ یہ کہ گورنمنٹ کے سپاہی اس سے نیت پر کوئی باز پرس کریں گے۔ ہاں اس نیت کے بدلنے سے اس کی اخلاقی حالت میں عمدہ تغیر ہوا اور ثواب میں بھی فرق ہوا۔

تقویٰ کی نیت معمولی بات نہیں۔ نیتوں کے اثر ہوتے ہیں۔ مثلاً کسی شخص کی گردن پر بھڑ بیٹھی ہو یا بچھو بیٹھا ہو اگر آہستہ سے ہاتھ رکھو گے کاٹ کھائے گا لیکن اگر زور سے اس نیت سے مارو کہ دوست کو اس کے ذریعہ سے گزند نہ پہنچے تو وہ جانور ادھ مؤا ہو کر گرے گا۔ تو اس وقت اس کے تم نے زور سے تھپڑ مارا مگر تمہاری نیت خیر تھی اس لئے وہ دوست بجائے ناخوش ہونے کے خوش ہو گا۔ پس فرمایا کہ تمہاری نیت اس معاملہ میں تقویٰ کی ہو اور تم تقویٰ سے کام لو۔

دوسرے اس معاملہ میں بہت جھوٹ سے کام لیا جاتا ہے اور دونوں طرف سے جھوٹ بولتے ہیں۔ لڑکے والے وہ باتیں کہتے ہیں جو درحقیقت ان میں نہیں ہوتیں۔ اپنی حیثیت بہت بڑھ چڑھ کر بتاتے ہیں اور لڑکی والے اپنی لڑکی کے بہت سے ہنر بتاتے ہیں۔ فرمایا تم صدق و سداد سے کام لو، صفائی کی بات ہو بیچ میں اینچ پینچ کی باتیں نہ ڈالی جائیں۔

میرا خیال ہے کہ اگر مسلمان ان دونوں حکموں کو مانتے ہوئے نکاح کریں تو پھر کوئی بات نہیں پیدا ہو گی چونکہ خواہشات نفسانی کے ماتحت شادیاں اور نکاح کئے جاتے ہیں اس لئے فساد ہوتا ہے۔ ہمیشہ تقویٰ مد نظر ہو۔ خفیہ تدابیر نہ ہوں پھر کوئی فتنہ نہیں پڑتا۔ اللہ تعالیٰ ہماری جماعت کو توفیق دے تا ان احکام پر چلیں اور حقیقی لذت حاصل کریں۔ آمین۔

(الفضل ۱۸۔ ستمبر ۱۹۱۷ء صفحہ ۵)

۱؎ بخاری کتاب الاطعمۃ باب التسمیۃ علی الطعام والاکل بالیمین۔